1. الیکشن مہم کیلئے علماء و غیر علماء کا اشتہاری پوسٹروں اور بینروں پر تصاویر لگانے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے ؟

کیا اگر کوئی کہے کہ یہ ضرورت شدیدہ ہے جیسے پاسپورٹ ، شناختی کارڈ وغیرہ کیلئے تصاویر بناتے ہیں -
تو کیا یہ تاویل صحیح ہے ؟

تو سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بغیر تاویل کے اشتہارات پر تصاویر لگاتے ہیں تو کیا وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا نہیں ؟

اور جو کوئی تاویل کرے تو کیا وہ گناہ کبیرہ کے وبال سے بچ جائیں گے ؟

2. اور ضرورتِ شدیدہ کی فقہی تعریف کیا ہے ؟

3. ایک جگہ نامور کھلاڑی (سعید انور ، محمد یوسف) تبلیغی بیان کیلئے آ رہے تھے تو بعض احباب نے تشہیری پوسٹروں پران کھلاڑیوں کے تصاویر بھی لگا کر دیواروں وغیرہ پر آویزاں کر دیے تو کیا ایسا کرنا شرعا جائز ہے کہ نہیں ؟

4. اور اگر یہ حضرات بھی ضرورت شدیدہ کی تاویل کرے تو کیا یہ تاویل صحیح ہے کہ نہیں ؟

اور اگر یہ حضرات دلیل میں "علماء کا الیکشن کیلئے اشتہاری تصاویر لگانا" پیش کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

اور ایسے احکام میں کیا تاویل کرنا اصل گناہ سے زیادہ بری بات ہے یا نہیں ؟
جن میں تاویل کی جگہ نہ ہو ؟

5. ڈیجیٹل تصاویر جائز ہے کہ نہیں ؟
اور
ڈیجیٹل تصاویر کا مسئلہ اجتہادی مسئلہ ہے کہ نہیں ؟
مطلب
جو علماء ڈیجیٹل تصاویر کو مباح قرار دیتے ہیں تو کیا وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں ؟
یا انکے پاس بھی شرعا دلائل ہیں جسکی وجہ سے وہ معذور قرار دیے جائینگے ؟

6. بعض حضرات جو ڈیجیٹل تصاویر کوعام تصاویر ہی قرار دیتے ہیں ، انکے مطابق جو علماء ڈیجیٹل تصاویر کو مباح قرار دیتے ہیں تو انکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے -

تو کیا یہ بات درست ہے کہ جو علماء ڈیجیٹل تصاویر کو مباح قرار دیتا ہے ، انکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے ؟

اور اگر یہ بات درست نہ ہو ، تو جو حضرات انکے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں ،
تو انکا ایسا کہنا کیا ناجائز ہے اور کیا وہ گناہ کا مرتکب ہو رہے ہیں ؟

دار الافتاء

یا
وہ حضرات بھی تاویل اور دلائل کی وجہ سے معذور قرار دیے جائینگے ؟

یہ سب سوالات بہت سے حضرات (جن میں بہت نیک دیندار بھی ہیں) کرتے ہیں تو اگر ان سب سوالات کے جوابات عنایت کیے گیے تو بندہ مشکور و ممنون ہو گا)

جزاک اللہ خیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداًومصلیاً

واضح رہے کہ کسی ضرورت اور حاجت کے بغیر جاندار کی تصویر چاہے وہ مُورتی یا مجسمے کی شکل میں ہو یا کسی بھی چیز پر پائیدار صورت میں ہو بنانا، بنوانا اور استعمال کرنا اسلام میں ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے، یہ حکم بہت سی احادیثِ صحیحہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے اقوال اور ان کے عمل سے ثابت ہے، البتہ بے جان اشیاء کی تصویر حرمت سے مستثنیٰ ہے، نیز جہاں قانونی طور پر واقعی ضرورت درپیش ہو جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ، سرکاری دستاویزات اور فارم کے لئے یا ویزے کے حصول کے لئے، یا ایسے ضرورت کے مواقع پر تصویر کھینچوانا جہاں انسان کے چہرے کی شناخت ضروری ہو تو ایسی ضرورت یا حاجت کے پیشِ نظر تصویر کھینچنے اور کھینچوانے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا بغیر کسی شدید عذر کے تصویر کشی سے اجتناب کرنا لازم ہے اور حتی المقدور دوسروں کو بھی حکمت اور نرمی کے ساتھ اس سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اس کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ موقع اور محل کا پوری طرح لحاظ کرتے ہوئے لوگوں کو وہ احادیثِ مبارکہ اور فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی وہ صریح عبارات بتائی جائیں جن سے تصویر کی حرمت ثابت ہوتی ہے، نیز ان کو یہ بات سمجھائی جائے کہ کسی چیز کا حلال یا حرام ہونا، جائز یا ناجائز ہونا، قرآن، حدیث، اجماعِ امت اور قیاسِ صحیح سے ثابت ہوتا ہے، کسی شخص کے ذاتی عمل سے ہرگز کوئی حلال چیز حرام یا کوئی حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی، چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم اور شیخ کیوں نہ ہو۔

اور جو لوگ اپنی مرضی اور اختیار سے بغیر کسی شدید عذر کے شرعاً ممنوع تصویر بناتے یا بنواتے ہیں، اور باوجود اختیار و علم کے اس پر کسی قسم کی نکیر نہیں کرتے اس پر وہ سخت گناہ گار ہوں گے ان پر لازم ہے کہ اس عمل کو ترک کریں اور اس پر صدقِ دل سے توبہ واستغفار کریں۔

البتہ یہ بات واضح رہے کہ اگر کسی بینر، پوسٹر، اخبار یا رسالے میں کسی عالمِ دین کی تصویر چھپی ہو تو جب تک اس کے بارے میں پوری تحقیق نہ ہو کہ یہ تصویر بغیر کسی عذر کے اُس عالمِ دین کی خوشی اور حکم سے کھنچوائی گئی ہے اس وقت تک یہ کہنا کہ فلاں عالمِ دین تصویر کشی کو جائز سمجھتے ہیں اور اپنے اختیار سے بلاعذر تصویریں کھینچتے اور کھینچواتے ہیں، ہرگز جائز نہیں، بلکہ یہ علماءِ کرام کے ساتھ بدگمانی اور ان پر تہمت ہے جو ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔ (مأخذہٗ التبویب: ۲۱/۱۷۷۶).

جاری ہے۔۔۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔الیکشن مہم کے لیے امیدوار کے چہرے کی شناخت انتخابی سرگرمیوں یا ووٹنگ کے عمل کے لیے ضروری نہیں ہے، اس لیے اس مقصد کے لیے تصویر کشی کو ضرورتِ شدیدہ اور حاجتِ شرعیہ کے تحت داخل نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اپنے اختیار سے بلا کسی معتبر شرعی عذر کے الیکشن مہم کے لیے اشتہاری پوسٹروں اور بینرز پر چسپاں کرنے کے لیے اپنی یا دوسرے کی تصاویر کھینچنا، کھنچوانا اور لگانا جائز نہیں ہے، اور کسی معتبر شرعی تاویل اور قانونی عذر کے بغیر پائیدار تصویر بنانے اور بنوانے والا شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، اس سے اپنے اختیار کی حد تک حتی الامکان بچنا اور اس میں ہر قسم کے تعاون سے گریز کرنا ضروری ہے۔

صحيح البخاري (١/٣٥٦)

عن مسلم قال كنا مع مسروق في دار يسار بن نمير فرأى في صفته تماثيل فقال سمعت عبد الله قال سمعت النبي ? يقول إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون.

صحيح البخاري (١ / ٣٥٧)

عن نافع أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلي الله عليه وسلم:" قال إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ما خلقتم".

عن عمران بن حطان أن عائشة رضي الله عنها حدثته أن النبي صلى الله عليه وسلم:"لم يكن يترك في بيته شيئا فيه تصاليب (تصاوير) إلا نقضه".

عن أبي زرعة قال دخلت مع أبي هريرة دارا بالمدينة فرأى أعلاها مصورا يصور قال سمعت رسول الله ? يقول ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة.

شرح معاني الآثار –للطحاوي – (٤ / ٢٨٧)

عن أبي هريرة قال استأذن جبريل عليه السلام على رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال : أدخل فقال كيف أدخل وفي بيتك ستر فيه تماثيل خيل ورجال فإما أن تقطع رؤوسها وإما أن تجعلها بساطا فإنا معشر الملائكة لا ندخل بيتا فيه تماثيل فلما أبيحت التماثيل بعد قطع رؤوسها الذي لو قطع من ذي الروح لم يبق دل ذلك على إباحة تصوير ما لا روح له وعلى خروج مالا روح لمثله من الصور مما قد نهى عنه في الآثار التي ذكرنا.

جاری ہے۔۔۔

الدر المختار (١ / ٦٤٨)

(واختلف فيما إذا كان) التمثال (خلفه والأظهر الكراهة) (و) لا يكره (لو كانت تحت قدميه) أو محل جلوسه لأنها مهانة (و في يده) عبارة الشمني بدنه لأنها مستورة بثيابه (أو على خاتمه)بنقش غير مستبين، قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس أو صرة أو ثوب آخر وأقره المصنف (أو كانت صغيرة) لا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائما وهي على الأرض ذكره الحلبي (أو مقطوعة الرأس أو الوجه) أو ممحوة عضــو لا تعيش بدونه (أو لغير ذي روح لا) يكره لأنها لا تعبد وخبر جبريل مخصوص بغير المهانة كما بسطه ابن الكمال.

بدائع الصنائع (١ / ١١٥)

فإن كانت مقطوعة الرءوس فلابأس بالصــلاة فيه؛ لأنها بالقطع خرجت من أن تكون تماثيل والتحقت بالنقوش، والدليل عليه ما روي أن رسـول الله – صـلى الله عليه وسلم–«أهدي إليه ترس فيه تمثال طير فأصبحوا وقد محي وجهه» .

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (١ / ١٩)

الأمور بمقاصدها يعني: أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلك الأمر.

الأشباه والنظائر–لابن نجيم– (١ / ١٠٧)

الضـرورات تبيح المحظورات :ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة و إساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه وكذا إتلاف المال وأخذ مال الممتنع من أداء الدين بغير إذنه ودفع الصائل ولو أدى إلى قتله.

(۲)۔۔۔ جاننا چاہیے کہ فقہی اصطلاح کے اعتبار سے عربی زبان میں دو الگ الفاظ ہیں جن کا اردو زبان میں ترجمہ "ضرورت" سے کیا جاتا ہے: ا۔ضرورت: جس کے لغوی معنیٰ "اضطرار"یعنی مجبور ہونے کے آتے ہیں۔ ۲۔حاجت

ضرورت کی تعریف عموماً فقہاء کرام نے اس طرح کی ہے:

بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك أوقارب ،كالمظطرللأكل واللبس،.....وهذا يبيح تناول المحرم.

کسی کا ایسی حد پر پہنچ جانا کہ اگر وہ ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرے تو یا بالکل ہلاک ہو جائے گا، یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے گا، مثلاً وہ شخص جو کھانے یا پہننے پر اتنا مجبور ہو کہ اگر بھوکا یا برہنہ رہے تو مر جائے، یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے، ایسے موقع پر مجبوری میں بقدرِ اضطرار حرام کے استعمال کی وقتی طور پر اجازت ہو جاتی ہے۔

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

اور حاجت کی یہ تعریف کی گئی ہے:

"أن يكون الإنسان في حالة من الجهد والمشقة اللتي لاتؤدي به إلي الهلاك إذالم يتناول المحرم شرعا".

هذالايبيح الحرام ويبيح الفطرفي الصوم.

انسان ایسی حالت میں ہو کہ اگر حرامِ شرعی کا ارتکاب نہ کرے تو ہلاک نہیں ہوگا، لیکن اُسے سخت مشقت ہوگی۔(ملکیت زمین اور اس کی تحدید ص ۱۱۳)

الأشباه والنظائر–للسيوطي – (۱ / ۸۵)

قال بعضهم المراتب خمسة ضرورة وحاجة ومنفعة وزينة وفضول فالضرورة بلوغه حدا إن لم يتناوله الممنوع هلك أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لا يبيع الحرام ويبيح الفطر في الصوم والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم والزينة كالمشتهي الحلوى والسكر والثوب المنسوج من حرير وكتان والفضول التوسع بأكل الحرام والشبهة تذنيب قريب من هذه القاعدة ما جاز لعذر بطل بزواله كالتيمم يبطل بوجود الماء قبل الدخول في الصلاة ونظيره الشهادة على الشهادة لمرض ونحوه يبطل إذا حضر الأصل عند الحاكم قبل الحكم.

الأشباه والنظائر–للإمام تاج الدين السبكى–(۱ / ۵۴)

الضرورة : بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام. والحاجة : كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة ، وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر في الصوم.

غمز عيون البصائر علي الأشباه والنظائر لابن نجيم (۱ / ۲۷۷)

الضرورة بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك إذا قاربه وهذا يبيح تناول الحرام والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر في الصوم.

(۳)۔۔۔جن حضرات کا سوال میں ذکر ہے، اگر انہوں نے اپنے اختیار، اپنی خوشی اور حکم سے تصویر بنوا کر پوسٹروں میں نہیں لگوائی، تو وہ گناہ کے مرتکب نہیں ہیں، بلکہ گناہ کے مرتکب وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی شدید شرعی ضرورت اور حاجت کے ان کی تصویریں بنا کے پوسٹروں میں چسپاں کی ہیں، اور اس صورت میں ان تصویر کھینچنے والوں کا ضرورتِ شدیدہ کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

الأشباه والنظائر-لابن نجيم- (۱ / ۱۰۷)

الضـرورات تبيح المحظورات :ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصـة و إسـاغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه وكذا إتلاف المال وأخذ مال الممتنع من أداء الدين بغير إذنه ودفع الصائل ولو أدى إلى قتله.

الموسوعة الفقهية الكويتية (٣٤ / ٧٤)

الأمور بمقاصدها : وقد استخرج الفقهاء من هذه القاعدة أحكاما منها : أن الشيء الواحد يتصف بالحل والحرمة باعتبار ما قصد به . فمثلا أخذ اللقطة بقصد حفظها وردها إلى أصحابها جائز ، أما أخذها بقصد الاستيلاء عليها وتملكها فلا يجوز بل يكون الآخذ غاصبا آثما أو إلى غير ذلك.

(۴)۔۔۔الیکشن کے لیے تصویر کھنچوانا ہی جائز نہیں ہے، جیسا کہ نمبر ا سے معلوم ہوا، لہٰذا مذکورہ بات درست نہیں ہے۔

البحر الرائق (۱ / ۱۹۷)

لأن الضرورة تشمل الكل.

مجلة مجمع الفقه الإسلامي (۲ / ۱۴۴۵۵)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة.

(۵)۔۔۔آج کے دور میں ڈیجیٹل تصویر جو ڈیجیٹل کیمرے اور ٹی وی وغیرہ پر نظر آتی ہے اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ سکرین پر نظر آنے والی تصویر یا ویڈیو فلم کا اگر پرنٹ لے لیا جائے یا انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش کر لیا جائے، چاہے وہ کسی کاغذ پر فوٹو کی صورت میں ہو یا مجسمہ یا مورتی کی صورت میں، شرعاً یہ تصویر کہلائے گی اور اس پر تصویر کی حرمت کے احکام جاری ہوں گے۔اس قسم کی پائیدار تصویر کا حکم اجتہادی نہیں ہے، بلکہ اس کی حرمت صریح احادیث سے ثابت ہے،(تفصیل شروع میں مذکور ہے)۔لیکن اگر ان ڈیجیٹل تصاویر کا پرنٹ نہ لیا جائے اور نہ ہی پائیدار طریقے سے انہیں کسی چیز پر نقش کیا جائے، بلکہ شکلیں محض اسکرین پر نظر آ رہی ہوں تو شرعاً ان کے تصویر کے حکم میں ہونے میں موجودہ دور کے علمائے کرام کی تین آراء ہیں۔

(الف)۔۔۔بعض علمائے کرام کے نزدیک یہ تصویر کے حکم میں ہیں۔

(ب)۔۔۔بعض علمائے کرام کے نزدیک ان پر تصویر کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(ج)۔۔۔بعض علمائے کرام کے نزدیک اگرچہ یہ تصویر ہیں، لیکن چونکہ ان کے بحکم تصویر ہونے میں ایک سے زائد فقہی آراء ہیں، لہٰذا مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے بوقتِ حاجتِ شرعیہ مثلاً جہاد وغیرہ کے موقع پر ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے حضراتِ اکابر حفظہم اللہ کی تحقیق کے مطابق دوسری رائے راجح ہے جبکہ وہ کسی چیز پر پائیدار طریقے سے نقش نہ ہو۔(ماخذهٔ التبویب بتصرف یسیر ۲۱/۱۷۷۶)

واضح رہے کہ ڈیجیٹل جائز تصاویر کی اگرچہ گنجائش ہے، تاہم حرام اور گناہ والی تصاویر اور تفاخر یا دوسروں کو نیچا دیکھانے کی نیت سے جائز تصویر بنانا بھی درست نہیں، اوراس کے غیر ضروری استعمال سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

في تكملة فتح الملهم:(١٦٤/٤)

اماالتلفزيون والفديوفلا شك فى حر مة استعمالها بالنظر الى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة .....ولكن هل يتأ تى فيهما حكم التصوير بحيث اذا كان التلفزيون والفيديو خاليا من هذه المنكرات باسرها هل يحرم بالنظرالى كونه تصويرا؟فان لهذاالعبدالضعيف عفا الله عنه فيه وقفة وذلك لان الصورة المحرمة ما كانت منقوشة او منحوتة بحيث يصبح لها صفة الاستقرار على شئ وهي الصورة التى كان الكفار يستعملونها للعبادة. اما الصورة التى ليس لها ثبات واستقرار وليست منقوشة على شئ بصفة دائمة فانها بالظل أشبه منها بالصورةويبدو أن صورة التلفزيون والفيديو لا تستقرعلى شئ فى مرحلة من المراحل الا اذاكان فى صورة"فيلم"فان كانت صورة الانسان حية بحيث تبدو على الشاشة في نفس الوقت الذي يظهر فيه الانسان امام الكيمرا،فان الصورة لاتستقر على الكيمرا ولاعلى الشاشة ،وانماهي اجزاء كهربائية تنتقل من الكيمرا الى الشاشة وتظهرعليها بترتيبهاالاصلي،ثم تفني وتزول.................. وعلى هذافتنزيل هذه الصورة منزلةالصورة المستقرة مشكل.

(٦)---جیسا کہ جواب نمبر ۵ میں معلوم ہوا کہ ڈیجیٹل تصاویر کے متعلق عصرِ حاضر کے علماء کرام اپنے اپنے اجتہاداور دلائل کی بنیاد پر تین مختلف آراء کے قائل ہیں، لہٰذا کسی ایک رائے کے اختیار کرنے والے دوسری رائے اختیار کرنے والوں کو یقینی طور پر نہ غلط کہہ سکتے ہیں، نہ ان پر نکیر کر سکتے ہیں۔

الأشباه والنظائر -لابن نجيم- (١ / ٤١٨)

في اعتقاد الإنسان في مذهبه و مذهب غيره.

فائدة : قال في آخر المستصفى : إذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفينا في الفروع يجب علينا أن نجيب : بان مذهبنا صواب يحتمل الخطأ ومذهب مخالفينا خطأ يحتمل الصواب لأنك لو قطعت القول لم يصح قولنا : إن المجتهد يخطىء ويصيب وإذا سألنا عن معتقدنا ومعتقد خصومنا في العقائد يجب علينا أن نقول : الحق ما نحن عليه والباطل ما عليه خصومنا وهكذا نقل عن المشايخ رحمهم الله تعالى انتهى.

دار الافتاء

جاری ہے---

فتوى تقي العثماني -حفظه الله- بعدم التكفير (١ / ٣)

والحق أن المناقشـات التي جرت فيما بين هذه المذاهب هي مناقشـات علمية اجتهادية تؤدي إلى تطوير الفكر وتفسيح المجال لالتماس الحلول في مشـاكل الحياة ومن هنا قيل إن هذه الخلافات العلمية رحمة للأمة والموقف الصـحيح لكل مذهب من هذه المذاهب أنه يعتبر مذهبه صـواباً يحتمل الخطأ ويزعم أن مذهب غيره خطأ يحتمل الصـواب، وبهذا صـرح أهل هذه المذاهب في كتبهم فمثلاً يقول العلامة الحصـكفي في مقدمة ((الدر المختار))(١: ٤٨): ((إذا سـئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً مذهبنا صـواب يحتمل الخطأ ومذهب مخالفنا خطأ يحتمل الصواب))........... والله سبحانه وتعالي أعلم

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
٢١/ربیع الثانی/١٤٤٠ھ
29/دسمبر/2018م

عمران الحق غفرلہ الحق
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١٩/ربیع الثانی/١٤٤٠ھ
27/دسمبر/2018م

الجواب صحیح
[illegible]
٢١/٤/١٤٤٠ھ

الجواب صحیح
[illegible]
٢١/٤/١٤٤٠ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ٦٥/٢٠٣٥
مورخہ ١٤٤٠/٤/٢٣ھ
٢٠١٨/١٢/٣١